Fikr-o-Nasar (Islamabad) 41:3 (2004)

تعارف وتبصرہ کتب

نام کتاب	:	ماہنامہ ترجمان القرآن-اشاعت خاص، اکتوبر۲۰۰۳ء
قیمت	:	۶۰ روپے
ناشر	:	ادارہ ترجمان القرآن، ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر خالد علوی ☆

ماہنامہ ترجمان القرآن سیّد ابوالاعلیٰ کی ادارت میں نصف صدی تک احیاء دین اور تعبیر دین کا نقیب رہا۔ اسی ماہنامہ میں وہ دعوت بھی پیش ہوئی جو جماعت اسلامی کی تشکیل پر منتج ہوئی۔ آج سیّد ابوالاعلیٰ اپنی حیاتِ جسمانی کے ساتھ دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی قائم کردہ جماعت موجود ہے اور ان کا جاری کردہ رسالہ بھی شائع ہو رہا ہے۔

سیّد مرحوم کے بعد اس رسالہ کو ان کے تربیت یافتہ دانشور میسر رہے۔ نعیم صدیقی مرحوم، پروفیسر عبدالحمید صدیق مرحوم اور خرم مراد مرحوم کے بعد عالم اسلام کے معتبر دانشور پروفیسر خورشید احمد اس کی ادارت اور نگرانی فرما رہے ہیں۔

زیرنظر شمارہ اشاعت خاص کا پہلا حصہ ہے اور دوسرے حصہ کی اشاعت متوقع ہے۔ اس شمارہ میں ۲۹ مضامین شامل ہیں جو سیّد مودودیؒ کی حیات و شخصیت کے کئی پہلوؤں سے متعلق ہیں۔ سیّد مودودیؒ بیسویں صدی کی عظیم شخصیتوں میں ایک منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ بیسویں صدی مسلمانوں کے جہاد اور اجتہاد کی صدی ہے۔ غلامی سے آزادی، استعمار کو چیلنج، اُمت مسلمہ کا شعور، دین کا حرکی تصور، اسلامی اجتماعیت کا قیام، عصر حاضر کی زبان اور محاورے میں اسلام کی صحیح تعبیر اور سب سے بڑھ کر احیاء اسلام کی جدوجہد وہ پہلو ہیں جو اس صدی کے مسلمانوں کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ دور استعمار میں اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور اسلامی روایت کو مسخ کرنے کی ناپاک مساعی پورے زور شور سے جاری تھیں اور استعمار نے اپنے تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، عسکری اور عدلیہ کے اداروں سے مسلمانوں

☆ ڈائریکٹر جنرل، دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

کے ایسے گروہوں کو تیار کیا تھا جو مغربی کلچر اور مغربی روایات کے محافظ اور اسلامی روایت کی تحقیر و تخریب کے مبلغ تھے۔

بیسویں صدی نے بڑی مسلم شخصیات پیدا کیں جنھوں نے مختلف زاویوں سے اُمت مسلمہ کی خدمت کی۔ ان عظیم شخصیات میں برصغیر پاک و ہند کی دو ہستیوں کو خاص مقام حاصل ہے۔ ایک اقبالؒ اور دوسرے سیّد مودودیؒ۔ یہ دونوں شخصیتیں ملت کی حدی خواں شخصیتیں ہیں۔ اقبالؒ نے درست ہی کہا تھا:

ے نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

سیّد مودودیؒ کو جب مدیر چٹان نے پیغام کے لئے کہا تھا تو انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیت لکھ کر بھیجی تھی:-

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تبتعوا خطوات الشیطٰن انه لکم عدومبین. [البقرہ/۲۰۸]

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔

سیّد مودودیؒ نے اسلام کے ہمہ گیر تصور کو دلائل کے ساتھ اتنی قوت کے ساتھ پیش کیا کہ ان کی تعبیر دین عصرحاضر کا علم کلام قرار پائی۔ ان کی زبان، ان کے الفاظ، ان کی اصطلاحیں، ان کے محاورے اور ان کا طریق اظہار سکہ رائج الوقت ٹھہرا۔ سیّد مودودیؒ کا لٹریچر مغرب کی فکری یلغار کا سب سے بڑا جواب اور ان کی فکر سیکولر دانش کے سامنے مضبوط سدراہ ہے۔ ہم اقبالؒ اور مودودیؒ کے عہد میں سانس لے رہے ہیں کہ ان کے تصورات و خیالات ہر لمحہ جذب کرتے ہیں۔

ترجمان القرآن کی اشاعت خاص صد سالہ یوم ولادت کے حوالے سے ہے۔ چند مضامین کے علاوہ پورا رسالہ تاثراتی تحریروں پر مبنی ہے جو شاید اس خاص موقع کے لئے زیادہ موزوں نہ ہو۔ ممکن ہے دوسری جلد میں سیّد مودودیؒ کے فکری و علمی پہلوؤں پر مضامین یکجا کر دیئے گئے ہوں اور پہلے حصے کو ارادتاً تاثراتی رکھا گیا ہو تاہم سیّد مودودیؒ جیسی فکری و علمی شخصیت کے لئے ایسے مضامین شاید زیادہ وقیع نہ ہوں۔ ان تاثراتی مضامین میں حنیف رامے، مبشر حسن اور بعض دیگر حضرات کے خیالات کو غالباً کسی پروٹوکول کے حوالے سے شامل کیا گیا ہے ورنہ ان کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ ان حضرات کی خوش قسمتی ہے کہ یہ سیّد مودودیؒ کے عہد میں رہے۔ اس کے سوا ان کی کوئی خصوصی تاثیر نہیں۔ کسی

نے کہا کہ وہ جمعہ پڑھنے آتے تھے تو میری ان سے ملاقاتیں ہوتی تھیں اور کسی نے کہا کہ میری ان سے صرف ایک ملاقات ہوئی اور وہ بھی ایک تقریب میں۔ اسی تقریب میں بھی ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا تھا اور یہ اختلاف نظریاتی تھا۔ میرے چونکہ ان سے نظریاتی اختلافات تھے اس لئے میں نے کبھی ان کے بارے میں سنجیدگی سے سوچا ہی نہیں، ایک اور صاحب لکھتے ہیں: ''مولانا نے بلاشبہ اپنے زمانے کے مطابق ایک لحاظ سے درست تفسیر بیان کی تھی، لیکن اب حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی تفسیر میں اس بات کو بیان کرتے کہ کیا اجماع کسی قرآنی حکم کو منسوخ کر سکتا ہے؟ تو یہ ان کا بہت بڑا contribution ہوتا لیکن مولانا اس سمت میں بہت زیادہ کام نہیں کر سکے''۔ اس طرح کی دانشوری اور اس طرح کے تاثرات کو شامل کر کے کیا مقصد حاصل کیا گیا ہے؟ اسے مرتبین ہی زیادہ بہتر جانتے ہوں گے۔ البتہ ان تاثراتی مضامین میں ایک مضمون ایسا ہے جسے اس رسالے کا حاصل قرار دیا جا سکتا ہے اور وہ اوریا مقبول جان کا ''بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل'' ہے۔ یہ اتنا دلکش ہے کہ کئی بار پڑھنے کے باوجود پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ فکری مضامین میں محترمہ مریم جمیلہ کا مضمون ''جدید ترقی و تمدن اور مولانا مودودیؒ'' اور ڈاکٹر رخسانہ جبیں کا مضمون ''عصر حاضر میں مسلم خواتین اور مولانا مودودیؒ'' بہت قیمتی ہے۔ طارق جان صاحب کا مضمون سیکولر ذہنیت پر سیّد مودودیؒ کی گرفت انتہائی خوبصورت اور جاندار ہے۔ اسے اس اشاعت کی روح کہنا بے جا نہ ہوگا۔

اشاعت خاص بحیثیت مجموعی نہایت عمدہ کاوش ہے۔ تمام مضامین سیّد مودودیؒ کی شخصیت کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اچھی پیش کش ہے، اسے ریکارڈ کے طور پر رکھا جانا چاہئے۔

ترجمان القرآن کے روایتی سائز کو کم کر کے بونا کر دیا گیا ہے اور اشاعت خاص میں بھی اسی سائز کو برقرار رکھا گیا ہے۔ چونکہ معاملات کا تعین اب تجارتی اور معاشی نقطہ نظر سے کیا جاتا ہے، اس لئے ذوق کی لطافتوں کو بھی انہی پیمانوں سے دیکھا جانا چاہئے۔ سائز کی کوتاہی کے باوجود ظاہری دلکشی اور جاذبیت کا مظہر ہے۔ مرتبین و ناشرین مبارک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عمدہ پیش کش سے سیّد مودودیؒ پر موجود لٹریچر میں خوشگوار اضافہ کیا ہے۔